حضور ﷺ کے ایک سو گیارہ اسمائے مبارکہ کی حروف تہجی کے مطابق منفرد شرح

شرح اسمائے النبی الکریم ﷺ

شارح
محمد نعیم نگوری

مکتبہ جمال کرم لاہور

قاری کی سمجھ میں آجائیں۔ حضرت سید المرسلین ﷺ کی نورانیت مقدسہ کے بارے میں متقدمین و متاخرین اولیاء کرام بزرگان دین کا واضح اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لباس بشریت میں انسانیت کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ اگر حضور ﷺ کو لباس بشر میں نہ بھیجا جاتا تو ایک عام انسان رہنمائی نہ حاصل کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کفار و مشرکین نے آپ ﷺ کے جلال و جمال کو لباس بشریت میں دیکھا تو اپنے جیسا سمجھ بیٹھے۔ یہ ان کی بہت بڑی کوتاہ نظری تھی۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے جلال و جمال کی ضیاء پاشیوں سے اپنے قلب و باطن کو جلا بخشی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں جہانوں میں عزت و عظمت کے چار چاند لگا دیئے۔ ان پاک باز نفوس کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ آج بھی کریں تو محبت رسول، اطاعت رسول کے جام چھلکتے نظر آئیں گے۔

حضرت امام ابو الحسن اشعری جو اہل سنت و جماعت کے امام ہیں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نور ایسا نور ہے کہ کوئی اور نور اس کی مثال نہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور ملائکہ اس نور کی چنگاریاں ہیں اسی لئے حضور ﷺ پرنور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا۔ (مطالع المسرات)

یہی وجہ ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاندر کی روشنی میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کا بدنِ اقدس نہایت لطیف و الطف تھا۔

سایہ اس لئے نہ تھا کہ سایہ اس صورت میں ہوتا ہے جب روشنی آرپار نہ ہو۔ جب روشنی آرپار نہیں ہوتی رک جاتی ہے تو اپنے بدن کا اندھیرے کی

صورت میں سایہ دیکھتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سایہ اندھیرے کا نام ہے اور حضور ﷺ کی نورانیت مقدسہ نے ساری کائنات کو روشن کر دیا۔

شیخ عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور کا نور پیدا کیا پھر اس سے قلم اور ستر حجابات کو پیدا کیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے نور کو عرش الٰہی پر رکھ دیا جاتا تو وہ پگھل جاتا اور اگر وہ ستر حجابات جو عرش پر ہیں ان پر ڈال دیا جاتا تو وہ مبہوت ہو جاتے اور اگر تمام مخلوقات کو اکٹھا کر کے ان پر اس نور کو ڈال دیں تو وہ مبہوت ہو کر گر جائیں گے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ سر سے لے کر پاؤں تک نور تھے۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں۔ چاند اور سورج کی طرح چمکدار تھے اگر لباس بشر نہ پہنتے تو کسی کا آپ کی طرف دیکھنا اور آپ کے حسن و جمال کا ادراک ممکن ہی نہ ہوتا۔ (مدارج النبوت، ج۱)

ان دلائل کے علاوہ کئی محدثین نے آپ ﷺ کی نورانیت مطہرہ کا ذکر بڑی شرح و بسط سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی نورانیت مطہرہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدُنَا وَ مَوْلَانَا ماحِی ﷺ

کفر کو مٹانے والے

حضور سید المرسلین ﷺ کی پیغمبرانہ سعی و کاوش کا نتیجہ تھا کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی شمع فروزاں ہوئی۔ آپ کی پیغمبرانہ بصیرت سے گلستان ہستی کا رنگ و روپ ہی نہ بدلا بلکہ آپ ﷺ کی نگاہ ناز ہی کی خیرات تھی جس نے بڑے بڑے اجڈ اور جاہل لوگوں کو انسانیت کا تاجدار بنادیا۔

ظہورِ اسلام سے پہلے کفر و ظلمت کی پوجا کہاں نہیں ہوتی تھی۔ ان مشرکین کی حماقت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس کعبہ معظمہ کا طواف کرتے اس کے اندر بھی تین سو ساٹھ بت رکھ کر طواف کرتے۔ یعنی انسان ہر اعتبار سے اپنی عظمت رفتہ کو اپنے ہی پاؤں تلے روند چکا تھا۔ انسانیت کی تذلیل کرنا ان لوگوں کا وطیرہ زندگی تھا۔ اخلاقیات کو صفحہ ہستی سے مٹانا ان لوگوں کا مشغلۂ زندگی تھا۔

ذرا مطالعہ کیجئے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کا جس میں آپ

نے ایمان افروز خطبہ دے کر نجاشی کے دل میں ہلچل پیدا کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے بادشاہ! ہم جاہل قوم اور بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھایا کرتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اور پڑوسیوں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ غریب کو کھا جاتا، ہمارا حال و احوال اس قدر بدتر تھا کہ زبان بیان کرنے کو زیب نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہم میں ایک رسول بھیجا جس کے حسب و نسب کے بھی ہم گواہ ہیں، جس کی عفت و پاکبازی، شرم و حیا، صداقت و امانت سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔ ہم ایک خدا کو چھوڑ کر کئی تراشے ہوئے خداؤں کی پرستش کرتے تھے اس رسول نے ہمیں دعوت دی کہ ہم ان سب جھوٹے خداؤں کو چھوڑ کر ایک وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں۔ اور وہ پتھر اور بت جن کی ہم اور ہمارے آباو اجداد پوجا کرتے ہیں ان کی پوجا پاٹ چھوڑ دیں۔ امانت و دیانت کو فروغ دیں، برے کاموں سے باز رہیں، خونریزی سے رک جائیں، جھوٹ نہ بولیں، پاکباز عورتوں پر تہمت نہ لگائیں۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔

اے شاہ حبشہ! ہم نے اس رسول معظم کی آواز پر لبیک کہا، ہم اس پر ایمان لائے، جو حکم ہمیں دیا ہم نے اس کی پیروی کی۔ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہمارے لئے جن چیزوں کو حرام کیا ہم حرام سمجھتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال کیا حلال سمجھتے ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر بادشاہ آبدیدہ ہو گیا اور کہا جو آپ

کے نبی پر کتاب نازل ہوئی کیا آپ کو یاد ہے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ہاں کچھ حصہ یاد ہے۔ اس نے کہا مجھے سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ نجاشی نے تلاوت قرآن سنی تو اس پر اور عیسائی علماء پر رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں ہوگیا۔ کافی دیر تک نجاشی روتا رہا۔ جب آنسو تھمے تو اس نے کہا انجیل اور قرآن ایک ہی چشمہ کے دو دریا ہیں۔

حضرت جعفرؓ کی تقریر کا نجاشی کے دل پر اتنا اثر ہو چکا تھا کہ مکہ والوں کے بھیجے ہوئے دو سفیروں سے اس نے مخاطب ہو کر کہا میں کبھی ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانو! جاؤ میرے ملک میں آرام سے رہو جس نے تمہارے ساتھ کوئی بدکلامی کی میں اس پر تاوان لگاؤں گا۔ اس بات کو تین بار دہرایا۔ پھر اس نے کہا میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں میں سے کسی کو ان کافروں کے حوالوں کروں اور وہ مجھے اس کے بدلے میں سونے کا پہاڑ دیں۔

امام ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں نجاشی کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهُ الَّذِیْ نَجِدُ فِی الْاِنْجِیْلِ وَاَنَّهُ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ اَنْزِلُوْا حَیْثُ شِئْتُمْ وَاللّٰهِ لَوْلَا مَا اَنَا فِیْهِ مِنَ الْمُلْكِ لَاَتَیْتُهٗ حَتّٰی اَكُوْنَ اَنَا الَّذِیْ اَحْمِلُ نَعْلَیْهِ وَاُوَضِّئُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں وہ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں۔ یہ وہی رسول ہیں جن کی آمد کی خوشخبری حضرت عیسیٰ بن مریم نے دی۔ میرے ملک میں جہاں چاہو رہو۔ خدا کی قسم! مجھے مجبوریاں نہ ہوتیں تو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا اور نعلین اٹھاتا اور

وضو کراتا۔

آمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے کفر و ظلمت نے کائنات ارضی کو جس انداز سے ظلمت کدہ بنا کر پنجے گاڑھے تھے یہ حضور ﷺ کی معجزانہ سعی تھی جس کی برکات سے چیختی بیٹی کو زندہ درگور کرنے والا انسان اپنی لخت جگر کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا بنا۔ یہ نگاہ مصطفوی کا فیضان عمیم ہی تھا کہ انسانیت کی تذلیل کرنے والا انسان اس کا پاسبان ٹھہرا۔ یہ نگاہ مصطفوی ہی تھی کہ جو لوگ شراب کے جام لنڈھاتے تھے وہ ایسے پاک ہوئے بلکہ ان کی صحبت کاملہ کے فیضان سے مستفیض ہونے والے بھی اعلیٰ اخلاقیات کے مالک ہوئے۔ یہ حضور ﷺ کی رحمت ہی تھی کہ جو عورت معاشرے میں ذلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی اور اس نے حجاب نام کی کوئی چیز نہ سنی تھی ایسی پردہ دار ٹھہری کہ آج بھی تاریخ کے اوراق ان کے حجاب اور پردے کے گواہ ہیں۔ گو کہ آج کل کی نام نہاد جدید تہذیب نے شعائر اسلامیہ پر ایسا بیدردی کے ساتھ نشتر چلایا ہے کہ آج کی مسلمان نسل جدید تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ مغرب کی دلدادہ نظر آتی ہے جو کہ سراسر جہالت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدُنَا وَ مَوْلَانَا مَنْصُوْر ﷺ

مدد کیے گئے

قرآن حکیم میں کئی آیات ربانی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصور ہونے کی واضح مثالیں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ. (آل عمران)

اور بے شک اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں اس حال میں کہ تم بے سروسامان تھے۔

تاریخ اسلام میں معرکہ بدر کو بہت ہی اہمیت حاصل ہے۔ یہ معرکہ اسلام اور کفر کا معرکہ تھا۔ ایک طرف لشکر اسلام تھا جس کے کمانڈر انچیف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ دوسری طرف دشمنان اسلام کا لشکر تھا جس کی تعداد ایک ہزار تھی جس کا سپہ سالار ابو جہل لعین تھا۔ ایک ایمان و تقویٰ والے لوگ تھے اور دوسری طرف کفر و شرک کے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے لوگ تھے۔ ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ اور سامان تعیش تھا اور دوسری طرف

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر

ایک طرف عیش و عشرت کے دلدادہ تھے تو دوسری طرف خدا کے نام لیوا تھے۔ ایک طرف کئی خداؤں کے سامنے پیشانیوں کو رگڑنے والے تھے تو دوسری طرف ایک خدا کے حضور جھکنے والے تھے۔ ایک طرف وسائل کے اعتبار سے بڑے طاقتور تھے تو دوسری طرف وسائل کے اعتبار سے بڑے کمزور تر تھے۔ ایک طرف داعیٔ اسلام کو گالیاں دینے والے تھے تو دوسری طرف گالیاں سن کر دعائیں دینے والے تھے۔

عظمت والے رب قدیر نے اسی ذات کاملہ کو انسانیت کے لئے ھادی و مرشد حقیقی بنایا جن کے لمحے لمحے گوشے گوشے کو عالمگیر بنایا اور ایسا اعجاز بخشا کہ جن وانس کے لئے آپ کی ساری حیات طیبہ کو مینارۂ نور بنا دیا۔

اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو جامع کمالات مدلول حروف مقطعات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اعتبار سے انسانیت کو فیضان کرم سے نوازتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے اس نبوت کے پیکر کی شان و عظمت کہ اگر ایک طرف مسجد نبوی کے فرش پر بیٹھ کر ہزاروں بھٹکے ہوؤں کو راہ حق کا مسافر بنا رہے ہیں اور ٹوٹے ہوئے دلوں پر مرہم لگا رہے ہیں، صحابہ کی امامت فرما رہے ہیں تو دوسری طرف ایک سپہ سالار اور کمانڈر انچیف کی حیثیت سے میدانِ جہاد میں اپنی حکیمانہ بصیرت کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت افروز نگاہوں نے ثابت کر دیا کہ اگر آج بھی آپ کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنت مطہرہ کو اپنی زندگی کا

اوڑھنا بچھونا بنایا جائے اور دلوں میں آپ کی محبت وعظمت کو جگہ دی جائے تو مسلمان پھر سے اپنی عزت وعظمت اور ناموس دین کا پرچم ساری دنیا میں بلند کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی میدان جنگ میں بے سروسامانی کے عالم میں ایسی مدد فرمائی کہ قرآن آج بھی واشگاف الفاظ میں اس فتح وکامیابی کا اعلان کر رہا ہے۔

میدان بدر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفار کو دیکھا کہ وہ غرور وتکبر کے پتلے بن کر ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہو کر آرہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

"اے اللہ! یہ لشکر کفار قریش جو فخر وغرور کے ساتھ آرہا ہے تاکہ تیرے رسول کو جھٹلائے تو اے اللہ! تو اپنے وعدہ کے مطابق کل ان کو تباہ و برباد کر دینا"۔

میدان جنگ میں جب سب نے اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں تو کفار نے ایک شخص کو مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا تو وہ لشکر اسلام کا چکر لگا کر واپس گیا تو کہنے لگا:

اللہ کی قسم! میں نے نہ ان کے پاس کوئی طاقت دیکھی ہے نہ اسلحہ کے ڈھیر، نہ گھوڑوں کے دستے۔ میں نے تو ایسی قوم دیکھی ہے جو اپنے دین پر مٹ جانے کے عزائم رکھتی ہے جو زندہ واپس جانا نہیں چاہتی۔ ان کے پاس ان کی تلواروں کے بغیر کوئی قوت اور[۱] پناہ گاہ نہیں۔ گویا کہ وہ کنکریاں ہیں چمڑے کی ڈھال کے نیچے۔

---

[۱] حکیم بن حزام بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور شرف صحابیت سے بہرہ یاب ہوئے۔

اس کی باتیں جب حکیم بن حزام تک پہنچیں تو وہ رائے لینے کے لئے مختلف الخیال لوگوں کے پاس گیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی۔ جب ابو جہل کے پاس گیا اور کہا مجھے عتبہ نے تمہارے پاس بھیجا۔ جب ساری بات بتائی تو یہ بدطینت کہنے لگا:

"ہم ہرگز اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ نہ کر دے"۔

بہر حال جب مصالحت کی ساری کوششیں ضائع ہو گئیں تو معرکہ حق وباطل شروع ہونے کا وقت قریب آگیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے روز ایک طرف جنگ اپنے عروج پر تھی تو دوسری طرف کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر اسماء الٰہی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا ورد فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِكَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَا تُعْبَدْ۔ اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو ہلاک کر دے گا تو کوئی تیرا نام لیوا نہ ہوگا۔ تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رخ مبارک پھیرا تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر فرمایا میں کفار کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں جہاں وہ کل پڑے ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ عَھْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ اَبَدًا۔ اے اللہ! میں تجھے اس عہد کا واسطہ دیتا ہوں جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اگر تو اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

درد و سوز میں ڈوبی ہوئی دعائیں زبان نبوت سے نکل رہی تھیں تو حریم کبریا میں قبولیت کا درجہ پاکر واپس لوٹیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جبریل یہ آیات مقدسہ لے کر اترے

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔ یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو تمہاری فریاد سن لی اور یقیناً میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتہ کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں۔

پھر فرمایا: اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ اس وقت کو یاد کیجئے جب آپ فرما رہے تھے کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہاری امداد کی جائے تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ کرو اور (اگر) کفار تم پر تیزی سے آدھمکیں تو اس وقت تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کرے گا جو نشان والے ہیں۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے صحابہ کرام کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اس بات میں علماء کے مختلف اقوام ہیں کہ کیا فرشتوں نے باقاعدہ جنگ میں حصہ لایا صرف آیات کو اطمینان قلب کے لئے اتارا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے ہمیں اس سے غرض نہیں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں ہی نہیں بلکہ ہر مقام پر اپنے محبوب کی مدد کی اور پرچم اسلام یوں لہرایا کہ شرق تا غرب چار دانگ عالم کو انوار محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مَحْفُوْظٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حفاظت کیے گئے

شمع مصطفوی کو گل کرنے کی کوششیں بہت کیں مگر وہ شمع کیسے بجھے جسے روشن خدا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کو دین اسلام کی خدمت کے لئے ایسا وقف کیا کہ آج تک کوئی فرد بشر اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری اور باطنی طور پر ہر طرح حفاظت کا ذمہ اٹھایا تھا۔ اگر غور سے اس بات کو دیکھا جائے تو قرآن اور صاحب قرآن دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔ فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ بے شک ہم نے اس نصیحت کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

ذرا غور کیجئے! اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم سے پہلے جتنے بھی صحائف و کتابیں اتاریں ان میں سے کسی کی حفاظت کا ذمہ نہ اٹھایا یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں منکرین اللہ کی نازل کردہ کتابوں اور احکامات میں اپنی مرضی سے ردوبدل کرتے رہے اور سوائے قرآن کے کوئی بھی کتاب اپنی اصل

صورت میں باقی نہیں، ردوبدل کا شکار ہو چکی ہیں۔ ایسا اسی لئے ہی ہوا کہ جب بھی کسی نے کتاب کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا بدل بہتر انداز میں نازل ہوا۔ مگر قرآن حکیم ہی ایسا نسخہ کیمیا ہے جس کی فصاحت و بلاغت، شیرینی و حلاوت، کلام کی عمدگی کے سامنے بڑے بڑے منکروں عربی دانوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آج بھی تسلیم کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے کیونکہ قرآن حکیم نے اس آیت کے تحت منکروں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ۔ اور اگر تمہیں کچھ شک ہے جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا تو اسی طرح کی کوئی سورت لاؤ۔

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لی اسی طرح صاحب قرآن کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ آپ اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیجئے بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں یعنی آپ کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کاملہ کی حفاظت کی اسی طرح آپ کی تعلیمات بھی صفحات قرطاس پر آج بھی محفوظ و مامون ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا کوئی گوشہ اوجھل نہیں اسی لئے تو ذات باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جو کوئی اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

اطاعت کرتا ہے یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

جس طرح اطاعت الٰہی میں دوام ہے اسی طرح اطاعت رسول میں بھی دوام ہے۔ جس طرح قرآن حکیم کے اوامر و نواہی قیامت تک آنے والی نسل انسانیت کے لئے دلیل اور حجت ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات مطہرہ اور اوامر و نواہی بھی دلیل اور حجت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے احکام کا انکار کرنا کفر ہوگا۔

انبیاء کے علاوہ دوسرے انسانوں سے کسی غلطی و خطا کا نہ ہونا ممکن نہیں یہ شرف صرف اور صرف انبیاء اور بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے کسی گناہ کا صدور ہونا تو درکنار بلکہ اس کا تصور بھی خارج ازامکان قرار دے دیا۔ اس لئے فرمایا:

مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ جو کچھ یہ رسول تمہیں دیتا ہے وہ لے لو اور جس سے روکتا ہے اس سے رک جاؤ۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ دین اور صبر کی تلقین کا حکم فرمایا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ اللہ رب العزت نے خود اٹھایا۔ ظاہر ہے کہ اگر قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے تو صاحب قرآن محفوظ و مامون ہوں گے تو قرآن بھی محفوظ ہوگا یہ کیسے ہوگا کہ قرآن تو محفوظ ہو اور صاحب قرآن محفوظ نہ ہو۔ یہ بات بالکل حرف غلط کی طرح غلط ہے۔ جس طرح قرآن کی آیات بے مثل و بے مثال ہیں اسی طرح صاحب قرآن بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔ جس طرح قرآن محفوظ ہے اسی طرح صاحب قرآن بھی محفوظ ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کیے تو کیا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حکم سے باہر ہیں؟ نہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت ملائکہ نے حکم الٰہی کے تحت زندگی کے ہر موڑ پر کی۔ جو ملائکہ دن رات اس درِ مقدس کی دربانی کو ترستے ہیں تو کیا وہ حفاظت نہیں کرتے؟ کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت آپ کی حیات طیبہ میں تلواروں کے سائے میں بھی کی۔ اس وقت بھی جب چاروں طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے ہوتے تھے۔ بالآخران لوگوں کو ان کے حضور گھٹنے ٹیکنے پڑے جو دن رات اس مکرم و معظم ہستی کو ختم کرنے کے درپے ہوتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات تعلیمات کے گوشوں کو بھی محفوظ و مامون کر دیا۔ یہ شرف صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا **مَعْلُوْمٌ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جانے گئے

قال اللہ تعالیٰ:

اَوَ لَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔

کیا مشرکین مکہ کے لئے یہ سچائی کی دلیل نہیں تھی کہ آپ کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔

اہل مکہ یہود کو صاحب کتاب اور اہل علم خیال کرتے تھے۔ انہوں نے ایک وفد یثرب کے علماء یہود کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان سے دریافت کریں۔ علماء یہود نے بتایا کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا وقت آگیا ہے اور ان کی نعت اور صفات تورات میں موجود ہیں لیکن اہل مکہ اتنا کچھ جاننے کے باوجود ایمان نہ لائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ تورات و انجیل میں یہود و نصاریٰ پڑھتے تھے۔ علم ہونے کے باوجود بھی یہ لوگ اس سے محروم رہے۔

یہود کی ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ اور اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے جانتے تھے تو اس کے ماننے سے انکار کر دیا سو اللہ کی پھٹکار ہو ان (دانستہ) کفر کرنے والوں پر۔

یہود کی ہٹ دھرمی یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کا ذکر جمیل اپنی کتابوں میں پاتے اور جب ان کی کفار سے جنگ ہوتی تو وہ آیات جن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کا ذکر ہوتا کھول کر سامنے رکھ لیتے اور دعائیں مانگتے اور کہتے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْ بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ اے اللہ ہم پر نبی امی کے وسیلے سے فتح و کامرانی نازل فرما۔

مذکورہ آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے منکرو! یہ وہی رسول ہے جس کے اوصاف حمیدہ کا تم ذکر پڑھتے اور ان کے وسیلے سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ آج وہ دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو تم نے جانتے ہوئے بھی انکار کر دیا؟

یہ میرا مکرم و محترم رسول ہے اور محبوب ہے تم اس کا انکار کرتے ہو اس انکار کی پھٹکار تم پر پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کی وجہ کو بھی بیان فرما دیا کہ یہ سراسر حسد کی وجہ سے منکر ہوئے۔ حسد یہ تھا کہ انہیں یہ پتا تھا کہ وہ تشریف لانے والا رسول بنی اسرائیل سے ہوگا مگر جب وہ تشریف لایا تو انہیں خبر ہوئی کہ وہ تو بنی اسماعیل سے ہیں تو اس حسد کی وجہ سے منکر بن گئے اور اللہ کی طرف سے پھٹکار کے مستحق ٹھہرے۔

فی زمانہ بھی کچھ لوگ پائے جاتے ہیں جو عظمت و رفعت مصطفوی کا کھلے لفظوں میں اظہار نہیں کرتے بلکہ دبے لفظوں میں مانتے ہیں۔ وہ ذرا سوچیں کہ ہم کن لوگوں کے راستہ پر چل رہے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کا نوخیز لڑکا تھا ان دنوں میں جو بات سن لیتا اسے یاد رکھتا تھا۔ ایک روز ایک یہودی کو مدینہ کے قلعہ پر چڑھ کر چیخ و پکار کرتے سنا۔ اے یہود! اے یہود! لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے کہنے لگے تیری خرابی ہو کیا ہوا۔ اس نے کہا طَلَعَ اللَّيْلَةَ نَجْمُ اَحْمَدَ الَّذِىْ وُلِدَ بِهٖ۔ آج رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا وہ جسے احمد کی ولادت پر طلوع ہونا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے قبل وہاں ایک ابو عامر راہب رہا کرتا تھا۔ یہ بڑا صاحب علم و فضل تھا۔ اوس اور خزرج میں اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو کوئی نہ جانتا تھا۔ یہود سے اس کی دوستی تھی اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معلومات لیتا تھا۔ اس کے بعد ملک شام چلا گیا وہاں بھی عیسائیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کافی معلومات ملیں۔ وہاں سے لوٹتے ہوئے اس نے کہا میں دین ابراہیمی پر ہوں۔ ایک عرصہ تک راہبانہ زندگی اختیار کیے رہا، جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ گیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرمایا۔ آکر کہنے لگا تم کون سا دین لے کر آئے ہو۔ آپ نے فرمایا میں دین ابراہیمی لے کر آیا ہوں۔ کہنے لگا میں بھی اسی دین پر ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس دین پر نہیں ہو۔ کہنے لگا کیوں نہیں؟ تم نے دین حنیفیت میں کچھ اضافہ کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میں نے کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ نہایت پاکیزہ دین لے کر آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور طنز کہنے لگا اللہ جھوٹے کو بے بس اور بے کس کر کے مارے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جھوٹے کے ساتھ ایسا ہی ہو گا۔ جب حضور ﷺ مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے تو یہ ابو عامر طائف چلا گیا۔ طائف والے بھی ایمان لا چکے تھے وہاں سے ملک شام چلا گیا وہاں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں مر گیا تو یوں زبان نبوت سے نکلی ہوئی بات حرف بہ حرف پوری ہو گئی۔ (دلائل النبوۃ، امام ابو نعیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدُنَا وَ مَوْلَانَا **نَاطِقٌ** ﷺ

بولنے والا۔ سمجھ دار

قال اللہ تعالیٰ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، مگر یہ کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے

حضور سید المرسلین ﷺ کا نطق مبارک بھی عظیم معجزہ تھا۔ آپ کی زبانِ اقدس سے جو کلمات طیبات نکلتے وہ سب وحی الٰہی ہوتے آپ کی مرضی کا اس میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ اس بات کی گواہی قرآنی آیات دے رہی ہیں کہ جو ہستی ہی فنا فی اللہ ہو جائے، جس نے اپنے مولا کی رضا کے لئے اپنے شب و روز کو وقف کر دیا ہو، جس کی حیات طیبہ کا ایک ایک قدم صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اٹھتا ہو وہ کسی معاملہ میں بھی اپنی مرضی نہیں کرتا اس کے ہر امر و حکم کے پیچھے حکمت الٰہی کارفرما ہوتی ہے جو قدم قدم پر محبوب حقیقی ﷺ کی رہنمائی کرتی ہے۔ جس نے کبھی بھی اپنے پیارے عبد کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آنے دی۔

حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف آنے وحی ایک تو قرآن کی صورت میں ہے جسے وحی جلی کہتے ہیں۔ قرآن کے علاوہ بھی آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی جسے وحی خفی کہتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ جب معانی و کلمات سب اللہ کی طرف سے نازل ہوں تو انہیں وحی جلی کہتے ہیں جیسے کہ قرآن حکیم ہے۔ اور جب معانی و مفہوم من جانب اللہ ہوں اور ان معانی پر الفاظ کا جامہ حضور ﷺ کا ہو تو اسے وحی خفی یا غیر متلو کہتے ہیں۔ جیسے کہ آپ کی احادیث مبارکہ ہیں۔

اس توضیح سے جو بات کھل کر سامنے آئی یہ کہ قرآن اور سنت نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کا ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر گہرا ربط و تعلق ہے کہ قرآن سنت سے جدا نہیں اور سنت قرآن سے جدا نہیں۔ مگر ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آج کے دور میں کچھ لوگ ایسے گستاخ پیدا ہو چکے ہیں ان لوگوں نے یہ بات پلے باندھ لی ہے کہ صرف اور صرف قرآن کی بات مانو اور سنت نبوی کو ترک کر دو اور وہ لوگ نعرے بھی یہی لگاتے ہیں فقط قرآن کو اپنا امام و مرشد مانو، قرآن کے علاوہ کسی اور خارجی سہارے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی کہ قرآن سمجھنے کے لئے سنت نبوی کو خارجی سہارا قرار دیتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ حدیث نبوی حضور ﷺ کے دور میں نہیں لکھی گئی یہ بعد میں لکھی ہے اس لئے حدیث قابل قبول نہیں۔

اس اعتراض کی تردید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں حضور ﷺ کی زبان سے جو لفظ سنتا اسے لکھ لیتا تاکہ اسے یاد کر لوں۔ قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا کہ تم جو کچھ حضور ﷺ سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو ایک بشر ہیں کبھی غصہ میں

بھی کچھ فرما دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی بات میں نے مان لی اور حدیث رسول لکھنا ترک کر دیا۔ پھر میں نے اس بات کا ذکر آپ ﷺ کی خدمت میں کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ضرور لکھا کرو اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے بغیر کچھ اور نہیں نکلتا۔ (رواہ احمد)

اس روایت سے پتا چلا کہ حدیث مبارکہ کی تدوین حضور ﷺ کے دورِ مبارک میں بھی تھی اور یہ کہنا کہ آپ ﷺ کے دور مبارک میں حدیث پاک پر کوئی کام نہ ہوا تو یہ خیال لغو اور باطل ہے۔

حضور ﷺ کے دور مبارک میں جو لوگ احادیث رسول کو لکھا کرتے تھے ان میں سے عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عمرو بن العاص قابل ذکر ہیں۔ عبداللہ بن عمرو کے بارے میں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں مجھ سے زیادہ کسی نے احادیث رسول روایت نہیں کیں سوائے ابن عمر کے کیونکہ وہ لکھا کرتے میں زبانی یاد کر لیا کرتا تھا۔ (سنت خیر الانام)

یہ حضور ﷺ کی نگاہ نبوت کا اعجاز تھا کہ جس نے کئی صحابہ کرام کو حفاظ الحدیث بنا دیا تھا۔ جو لوگ سنت مبارکہ کے منکر ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب گمراہی کے بحر عمیق میں گھر چکے ہیں۔ اگر وہ بنظر غائر حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مطالعہ کریں تو ایمان کا نور حاصل ہو گا۔ شکوک و شبہات اسی وقت جنم لیتے ہیں جب دل میں محبت کی بجائے نفرت پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے جس ہستی کو ساری نسل انسانیت کے لئے مرکز ہدایت بنایا ہے اور منبع رشد و ہدایت بنایا وہ تو ایک بحر بیکراں ہے جس سے کمالات کے چشمے ابلتے ہیں۔ یہ اسی پیکر نبوت کا اعجاز تھا کہ جس صاحب کمال نے اپنی

صحبت اختیار کرنے والوں کو ایسا باکمال بنایا کہ اہل دل ان کے نقش پا کی دھول کو آنکھوں کے لئے سرمہ طور سمجھتے ہیں۔

صحابہ کرام کا اس قدر ایمان مکمل تھا کہ جب بھی آقا ﷺ ان سے کوئی بات پوچھتے خواہ اس کا تعلق دنیا سے ہوتا یا دین سے، تو ان وفاداروں کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ ہوتا وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ۔ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو علم تھا کہ زبانِ نبوت سے نکلنے والے پاکیزہ کلمات ہماری بات کے خلاف بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اس پیکر نبوت کا قلب مہبط انوارِ الٰہیہ ہے۔ جس ہستی نے اپنی صبحوں اور شاموں، اپنی خلوتوں اور جلوتوں کو ایک رب کے لئے وقف کر دیا ہو وہ اپنی خواہشات کو مٹا کر اس کی رضا میں فنا ہو چکا ہوتا ہے پھر وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ حکم الٰہی کا منتظر رہتا ہے۔ جب اذن الٰہی ہوتا ہے تو کلام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیکر نبوت کو عالمگیر صفات کا پیکر بنایا۔ نبی بھی رسول و مرسل بھی، شارح بھی بنایا اور شارع بھی، حکیم و طبیب بھی بنایا خطیب بھی، سیاستدان بھی بنایا اور قانون دان بھی، قاضی بھی بنایا اور فرمانروا بھی، سپہ سالار لشکر اسلام بھی اور مسجد کا امام بھی الغرض کہ ایک ایسی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت ہو جو خوبیوں اور اچھائیوں کا مرقع ہو، جس میں کسی قسم کی کوئی کمی خطا کا امکان بھی نہ ہو تو اسی ذات کاملہ کا نام محمد ہے۔ جس کا بولنا خدا کا بولنا ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہر امر و نہی کو امت کے لئے لازم قرار دیا کہ جب رسول کسی بھی معاملہ کا فیصلہ کر دے تو کسی مرد عورت

کی مجال نہیں حکم نبوی کے سامنے چون وچرا کرے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔

(ترجمہ) اور کسی مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب کسی معاملہ کا فیصلہ اللہ اور اس کا رسول کر دے تو پھر ان کے لئے اپنے اس معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہی میں پڑ گیا۔

یہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے رسول ﷺ کا فیصلہ ہی اللہ کا فیصلہ ہے اور یہاں رسول کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عظمت والے رسول کے امر و نہی کو اپنا حکم قرار دے رہا ہے اس کا نطق بیان وحی الٰہی ہے وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا نَاهٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برائی سے روکنے والے

قال اللہ تعالیٰ: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ.

جو لوگ اس رسول و نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر تورات و انجیل میں لکھا پاتے ہیں جو انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور جو برائی سے روکتا ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول و فعل امت کیلئے واجب الاطاعت اور واجب التعظیم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ قائدانہ صلاحیتیں عطا فرمائیں جن کے معترف اپنے ہی نہیں بلکہ دشمنانِ اسلام بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ یہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اعجازی تھی کہ جس نے دشمنوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ آج کے دور میں کوئی بڑے سے بڑا مفکر اور قائد اپنی زندگی کو ایک نمونہ کامل نہیں کہلا سکتا بلکہ اس میں بھی کوئی نہ کوئی کمی سیرتاً اور اخلاقاً رہ ہی جاتی ہے۔ یہ شان علو مرتبت صرف حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ آپ کی سیرت اور کردار رہتی دنیا تک ایک شفاف آئینہ رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں ایک رسول و نبی کی حیثیت سے تھے وہاں امت کے عظیم رہنما بھی اور سردار و قائد بھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث ہی امت کی بگڑی بنانے کے لئے فرمایا تھا اور غلط راہ چلتی ہوئی زندگی کی گاڑی کو صحیح راہ عطا کرنا تھا۔ جہاں تک ممکن ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیکی کا حکم بھی دیا اور برائی سے روکا بھی۔

وہ عرب معاشرہ جس میں انسانیت سسک رہی تھی۔
انسان مقام انسانیت کو اپنے ہی پاؤں تلے روند رہا تھا۔
کسی کی عزت کو عزت نہ سمجھا جاتا تھا۔
چادر عصمت کو اتار کر پھاڑا جا چکا تھا۔
بیٹی کی پیدائش پر گھر میں صف ماتم بچھ جاتی تھی۔
معصوم بیٹی کو اپنے ہی ہاتھوں سے باپ زندہ در گور کر دیتا تھا۔
شراب جیسی لعنت میں سارا عرب لت پت تھا۔
جوئے جیسے قبیح کھیل کو معاشرتی ترقی سمجھا جاتا تھا۔
کسی امیر کو غریب کی عزت و ناموس کا خیال تک نہ تھا۔
معمولی سی بات پر صدیوں محیط خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں۔
ظلم و ستم کی آندھیاں بام عروج پر تھیں۔
اخلاق اور رحم کو کوئی چیز نہ سمجھا جاتا تھا۔
حرام و حلال کی تمیز اٹھ چکی تھی۔

ایک خدا کو چھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے بنائے خداؤں کی جھوٹی پرستش ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیکر انوار کو بھیجا کہ جو خود بھی پاک تھا اور جس کی برکت سے دوسرے بھی پاک ہو گئے۔ وہ رسول معظم و مکرم و مطہر جس نے برائی کو جڑوں سے اکھیڑا اور اس انداز اور حکمت سے برائی کو روکا کہ جس معاشرہ میں انسان کی تذلیل کی جاتی تھی اس کا عزت کرنے والا بنا دیا، چادر عصمت پھاڑنے والا تھا تو اس کا محافظ بنا دیا۔

بیٹی کی پیدائش پر نفرت کا اظہار کرتا تھا تو بیٹی کی نعمت سے واقف کرایا۔

جو اسے زندہ درگور کرتا تھا تو وہ دست شفقت رکھنے والا بن گیا۔

شراب پینے والا تھا تو محبت و معرفت کے جام ایسے پلائے کہ سینہ معرفت الٰہی کا آئینہ بن گیا۔

جواء کھیلنا مشغلہ تھا تو تلوار اٹھا کر میدانِ جہاد میں اسلام کی خاطر کٹ مرنے والا سپاہی بن گیا۔

ایک دوسرے کا دشمن تھا تو پیکر احسان بن گیا۔

جو اللہ کے غیروں کے سامنے جھکتا تھا تو خدا کے حضور جھکنے والا بن گیا۔

اخلاق بد کا پیکر تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو اپنا کر مصطفوی کردار کا حامل بن گیا۔

یہ سارے کا سارا فیضان، فیضان محمدی تھا جس کے پاکیزہ کردار و اخلاق سے سارا معاشرہ پاکیزہ اور معطر خوشبو سے روح پرور بن گیا۔

نبینا الامر الناهی فلا احد

ابر فی قول لامنه ولا نعم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدُنَا وَ مَوْلَانَا نَذِیْر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈرانے والا

قال اللہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o اے چادر لپیٹنے والے، اٹھیے اور ڈرایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبلغ اسلام کی حیثیت سے بھی کئی شانیں ہیں۔ آپ کا انذار و تبشیر کا پیکر ہونا بھی پر حکمت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت ربانی کے پیکر اتم تھے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

بلایئے اپنے رب کی طرف حکمت کے ساتھ اور مواعظہ حسنہ کے ساتھ۔

یہی وجہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندازِ تبلیغ سے بہت جلدی ایمان اپنی بہار کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں رچ بس گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شان نذیریت کے ساتھ لوگوں کو جہنم کی تباہیوں سے ڈرایا، کفر اور ظلم کے عذاب سے ڈرایا، لوگوں کو منافقت، بددیانتی کے عذاب سے ڈرایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نذیریت ہی تھی کہ

جس کی برکت سے عرب کے اجڑے دیار میں بہار آ گئی۔ عداوت کی جگہ محبت نے لی، وحشت کی جگہ انس نے لی۔ انتقام کی جگہ عفو و درگزر نے لی، خود غرضی کی جگہ اخلاص نے لی، غرور و تکبر کی جگہ تواضع وانکساری نے لی۔

یہی وہ مصطفوی انقلاب تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی، جس کی برکت سے صحرا نشینوں نے تاریخ عالم کا رخ موڑ دیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان عظیم ہی تھا کہ آپ کی نگاہ کے فیض سے انسانیت کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑ دیئے جس کی برکت سے سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے۔ یہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل عمیم ہی تھا کہ جس نے انسان کو ذلت اور رسوائی کی پستیوں سے نکال کر عزت کی راہ کا مسافر بنا دیا۔ انسان آتش دوزخ کے گھڑے میں گرنے والا ہی تھا کہ رحمت الٰہی نے ایسی دستگیری فرمائی، اپنے محبوب حقیقی کو دستگیر بنایا تو اس پیکر رحمت نے گرنے سے بچا لیا۔

سورۂ مدثر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی محبوب کو فرمایا اے پیارے ذرا اٹھیے اس بھٹکی ہوئی انسانیت کو آتش جہنم سے ڈرایئے، اللہ کی پکڑ سے بچایئے۔ یہ حکم خداوندی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کو ملکوتی صفات اپنانے کا وہ نسخہ عطا فرمایا جس کے اپنانے سے بندہ اپنے اخلاق واطوار کو اپنا کر مقام انسانیت کو چار چاند لگا سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ نبوت نے دیکھا کہ انسانی اخلاق بد سے معاشرہ کا امن وامان تہ و بالا ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاقیات کو سنوارنے کی ترغیب دلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاقی برائیوں سے ایسے حکیمانہ انداز سے بچنے کی تلقین فرمائی جو اپنی مثال آپ ہے۔

آج کا معاشرہ اخلاقی تباہ کاریوں کی وجہ سے بدامنی کا شکار ہو چکا ہے۔

ہر قسم کے کاروبار میں جھوٹ کی ملاوٹ ہے۔ رشوت و سفارش جیسے جرائم قبیحہ نے ہمارے دفتری نظام کو تہس نہس کر دیا ہے، سچ اور جھوٹ کی پہچان ختم ہو چکی ہے، چغلی وغیبت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعید سناتے ہوئے فرمایا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ، چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

جھوٹ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف جاتی ہے۔ جب آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (بخاری)

آج کے دور میں اگر کوئی شخص گناہ کرے تو بڑی بیباکی کے ساتھ اپنے دوست احباب کو بیان کرتا ہے اور اس میں اپنی بڑی عزت سمجھتا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری ساری امت کو عافیت دی جائے گی سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والے کے۔ اور بیباکی میں سے یہ بھی ہے کہ رات کو کسی نے کوئی عمل کیا اور صبح کی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تھا پھر وہ کہتا ہے اے فلاں میں نے گزشتہ رات یہ کیا صبح کو وہ اللہ کا پردہ خود پھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری)

زبان کی حفاظت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

حاضر تھا اور عرض کیا نجات کس طرح ہو گی۔ آپ نے فرمایا اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ. اپنی زبان کو قابو میں رکھ تمہارے لئے تمہارا گھر کافی ہے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہا۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ کا خوف رکھ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر سیدھی رہی تو ہم سیدھے اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا جانے لیکن تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں دو منہ رکھتا ہے آخرت میں اس کی دو زبانیں آگ کی آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاقِ رذیلہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

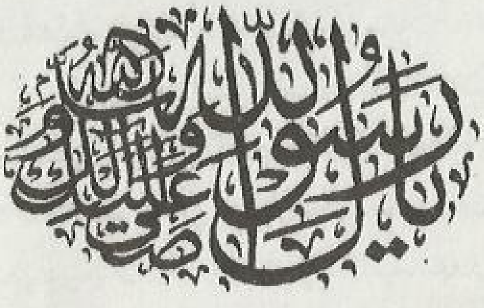

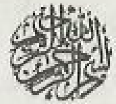

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَلِیٌّ

مددگار، دوست، رفیق

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا.

بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان ہیں۔

وہ خوش نصیب لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اپنا مددگار رفیق و دوست بنایا ہے وہ اللہ کی جماعت میں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ.

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو اپنا مددگار بناتا ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی جماعت غالب رہے گی۔

عبادات ہوں یا اخلاقیات، جس خوش نصیب انسان کو یہ نعمت عظمیٰ مل گئی ہے وہ اس جماعت میں شامل ہے جن پر دن رات اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جن بندوں پر انعام الٰہی ہو چکا ہے وہ کس قدر عظمت والے بندے ہیں کہ رب تعالیٰ ان کی سنگت کو اعلیٰ سنگت قرار دے رہا ہے اور اپنی جماعت قرار دے رہا ہے۔ جو بندے اس انعام سے مختص ہو چکے ان کے ڈنکے مشرق

میں بج رہے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ. (مسلم)

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل امین کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں نے فلاں بندے کے ساتھ محبت کی ہے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبریل اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر آسمان پر آواز دیتا ہے کہ فلاں بندہ اللہ کا محبوب ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین پر اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

جب ایک عام عبد جو مقام محبوبیت پر فائز ہوتا ہے تو یہ اس کا مقام ہے تو محبوب جس کے لئے بزم کائنات کو بنایا گیا اس سے بڑھ کر محبوب کون ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَیْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَهُمْ بِهَا ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے تیاری کیا کی ہے۔ عرض کیا میں نے اس کے سوائے کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا جس

کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ انس کہتے ہیں میں نے مسلمانوں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا اسلام لانے کے بعد جتنا خوش یہ خوشخبری سن کر ہوئے۔ (بخاری)

یعنی جب تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہے تو پھر تجھے غم کس بات کا۔ رب تعالیٰ محبوب کے غلاموں کو قیامت کے دن میں ان کے جوار رحمت میں جگہ دے گا۔

کتنے عظیم لوگ ہیں وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے براہ راست فیضیاب ہوئے۔ دیکھئے کتنے لطف و کرم کی بات ہے کہ جو کوئی محبوب کے غلاموں کے پاس ہی بیٹھے وہ بھی نامراد نہیں رہتا بلکہ بامراد ہوتا ہے۔ حضرت اسماء بنت زید سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خِیَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُا ذُكِرَ اللّٰهُ (مشکوٰۃ) اللہ کے بندے وہ ہیں جن کے چہرے دیکھو تو اللہ یاد آئے۔ اسی حدیث پاک کا اگلا حصہ ہے کہ اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو پاک لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدیث دہلوی فرماتے ہیں:

ان بندوں کو بارگاہ خداوندی میں ایسا خصوصی تعلق ہوتا ہے جب ان کے چہرے افعال و اقوال اور حسن و جمال پر نظر پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے کیونکہ ان پر عبادت اور اصلاح نفس کے آثار کا کامل ظہور ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا معنی یہ بھی کیا کہ ان کی زیارت کرنے سے ذکر خدا کا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک صالح انسان کے چہرے پر نظر پڑ جاتی ہے تو زیارت کرنے والے کے سینے میں اس طرح نور ایمان سرایت کر جاتا ہے کہ اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ

عِبادۃٌ حضرت علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

حقیقت یہ ہے کہ اہل دل نے اپنے آپ کو اقوال و افعال، اعمال و عبادات میں اللہ اور اس کے رسول کے اتنا قریب کر لیا ہوتا ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھ جائے وہ بھی اللہ والا بن جاتا ہے۔ ان کے کردار و گفتار میں کوئی تضاد نہیں اس لئے یہ اچھے اور بہتر ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کی سنگت و تعلق سے ایمان خراب نہیں ہوتا۔ اس لئے فرمایا ایمان والے ہی اچھے مددگار ہیں۔

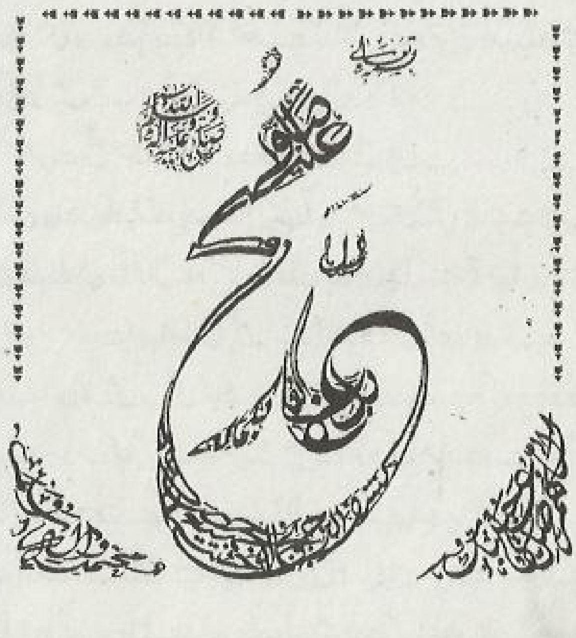

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا هَادٍ ﷺ

ہدایت دینے والے

مسلمان جب اللہ تعالٰی کے حضور نماز میں قیام کی حالت میں دعائیہ کلمہ زبان سے بولتا ہے تو اس کی بارگاہ سے ہدایت کی طلب کرتا ہے اور کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (اے اللہ) ہمیں ہدایت دے سیدھے راستے کی۔

صاف ظاہر ہے ایک عام مومن کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات اور ایک مقرب ترین ہستی کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور پھر حضور سید المرسلین ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ کلمات نکلتے ہوں گے تو اللہ کی رحمت بھی جھوم جاتی ہو گی۔ اور جھومنا بھی چاہئے کیونکہ قرآن جس ہستی پر نازل ہوا ہے وہ صاحب قرآن ﷺ ہیں۔

رسول معظم ﷺ کی زبانِ اقدس اور دل سے نکلنے والے کلمات طیبات کی کیفیات کا کیا عالم ہو گا الغرض کہ حضور ﷺ نے اللہ کی بندگی کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالٰی نے حضور ﷺ کو ساری کائنات کیلئے ہادی و مرشد

بنادیا۔ کامیابی کی ضمانت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں مضمر رکھا۔

بارگاہ رب العزت میں جب بندہ عرض کرتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، تو ساتھ ہی ایسے راستے کی طلب کرتا ہے جو راستہ درست ہو اور کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہو تو کہا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ، ان لوگوں کا راستہ عطا فرما جن پر تو نے اپنا خصوصی انعام فرمایا۔

یاد رہے قرآن کا راستہ خود قرآن ہی ہے۔ قرآن ہدایت ربانی کا سرچشمہ ہے مگر ایسا بندہ ہونا چاہئے تھا جس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، جس کی خلوت و جلوت، ظاہر و باطن عین قرآن کے مطابق ہوتا۔ تو پھر صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کون ہے؟ جن کی سیرت کی سب سے بڑی کتاب قرآن ہی ہے۔ قرآن نے انسان کو لاچار نہیں چھوڑا بلکہ ایسی ہستی کا پتا دیا جن کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ گوشہ گوشہ عین قرآن ہے۔ اس توضیح سے ہم جس نتیجے پر پہنچے وہ یہ کہ جب ہم نے ہدایت کی غرض سے رب العزت کی بارگاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ اے الٰہی! ہم ہدایت کی طلب کی خاطر تیرے حضور آئے ہیں تو ہدایت کا راستہ عطا فرما، تو آواز آئی اے میرے بندے! مارا مارا کیوں پھرتا ہے تو میرے حکم کی اطاعت کر اور میرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چل، ان کی غلامی کا قلادہ اپنے گلے میں آویزاں کر لے، ان کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لے وہ ایسی بارگاہ ہے جہاں سے ہدایت ربانی کے چشمے ابلتے ہیں جو وہاں پہنچ گیا وہ ہدایت پا جائے گا۔

انعام یافتہ بندوں میں سے جو سب سے پہلی بارگاہ ہے وہ ذاتِ کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درِ پاک ہے۔ پھر صدیقین، پھر شہداء، پھر صالحین ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ہستیوں پر اپنی رحمت کے دروازے کھولے

ہیں۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ ان بندگانِ خدا کے نقش قدم پر چلنا ہی صراط مستقیم ہے۔ یہ رب کے غیر نہیں بلکہ رب والے ہیں۔ اگر رب کے غیر ہوتے تو طلب ہدایت کے وقت یہ بات مکمل ہو جاتی اور رب فرما دیتا اے میرے بندے طلب ہدایت کے وقت صرف میری بارگاہ کی ہدایت مانگنا بندوں کا نام نہ لینا اگر لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس شک کو ہی دور کر دیا اور واضح فرما دیا کہ جو انعام یافتگان کے نقش قدم پر چلا تو وہ صراط مستقیم پر چلا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیکم بسنتی تم پر میری سنت لازم ہے یعنی صراط مستقیم کی ضمانت اسی صورت میں ہے جب تک ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر رہے بھٹک جانے کا شائبہ تک نہ ہو گا۔ پھر دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نقش قدم پر چلنے والوں کے بارے میں فرمایا یہ جو میری بارگاہ میں بیٹھ کر اپنے قلب و باطن کو نورٌ علیٰ نور کرتے ہیں جو ان کے نقش قدم پر چلا وہ بھی مجھ تک پہنچ جائے گا کیونکہ یہ نجوم الاھتدیٰ (ہدایت کے ستارے) ہیں۔ ذرا غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو منجانب اللہ پیکر ہدایت بن کر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظام اخلاق کا جو چارٹر دیا ہے آج بڑے سے بڑا کوئی دانشور، قانون دان، سیاستدان و مفکر ایسا چارٹر دے سکتا جو آج سے چودہ سو پہلے ایک کملی والے نے دیارِ عرب میں بیٹھ کر اپنے ہی شب و روز کو انسانیت کے لئے ایک نمونہ بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاقیات کے ابواب کھولے تو آپ نے والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، اہل قرابت کے حقوق، ہمسائے کے حقوق، یتیموں کے حقوق، حاجت مندوں کے حقوق، بیماروں کے حقوق، غلاموں کے حقوق، مہمانوں کے حقوق، عام مسلمانوں کے باہمی انسانی برادری کے حقوق، جانوروں کے حقوق، زبان کی سچائی، دل

کی پاکیزگی، عمل میں خلوص، سخاوت، عفت وپاکبازی، امانت ودیانتداری، رحم وکرم، شرم وحیا، عدل وانصاف، عہد کی پابندی، ایثار و قربانی، عفوودرگزر، حلم وبردباری، تواضع وانکساری، خوش کلامی، اعتدال ومیانہ روی، خودداری و عزت نفس، استقامت و حق گوئی، نماز کی ادائیگی، زکوۃ کی ادائیگی، حج کی ادائیگی، صبر ورضا، توکل واستغنا، طہارت اور طہارت کے آداب، کھانے پینے کے آداب، مجلس کے آداب، ملاقات کے آداب، چلنے پھرنے کے آداب، سفر کے آداب، لباس کے آداب اپنانے کی ہدایت فرمائی۔ جب آپ ﷺ نے منکرات سے بچنے کی ہدایت فرمائی تو جھوٹ بولنے کی ممانعت، جھوٹی قسمیں کھانے کی ممانعت، خیانت وبددیانتی، غداری ودغا بازی، بہتان لگانے کی ممانعت، چغل خوری کی ممانعت، غیبت و بدگوئی، خوشامدوبدکلامی، بخل کی ممانعت، حرص ولالچ وچوری کی ممانعت، ناپ تول میں کمی کی ممانعت، رشوت، سفارش، سودخوری، شراب نوشی، بغض وکینہ، ظلم کرنے کی ممانعت، فخر وغرور کی ممانعت، ریاکاری کی ممانعت، خودبینی و خودنمائی، حسد، فحش گوئی، بے ایمانی وبے حیائی کی ممانعت فرمائی۔

یہ وہ اخلاق رذیلہ ہیں جن کے اپنانے سے گھر سے لے کر معاشرہ میں بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اخلاق رذیلہ سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ ﷺ نے نسل آدمیت کے سامنے اپنے آپ کو ایک آئیڈیل کے طور پر پیش کیا۔

الغرض حضور ﷺ اور انعام یافتگان جو آپ کے متبع ہوئے ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ انسانیت کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔

ہر لحظہ مومن کی نئی شان نئی آن
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا یٰسٓ ﷺ

اے سید (کائنات)

قال اللہ تعالیٰ: یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اے سید (کائنات) قسم ہے قرآن حکیم کی بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

قرآن حکیم میں حضور سید المرسلین ﷺ کو کو اسی معزز لقب سے ہی مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ اس کے علاوہ بھی القابات ہیں لیکن یہ لقب یٰسٓ اپنی لغوی اور معنوی شان کے لحاظ سے ایک خاص نکتے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

واقعہ یہ کہ سید المرسلین ﷺ کو دین اسلام کی دعوت دینے کی پاداش میں دشمنان خدا تنگ کرتے ہیں، طعنے دیتے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی بالآخر کفار نے آپ ﷺ کو طعنہ دیا کہ لَسْتَ مُرْسَلًا تو رسول نہیں ہے۔

قربان جائیں عظمت رسالت ﷺ پر، کفار ومشرکین نے آپ کی رسالت کا انکار کیا تو جواب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں دیا کہ اے سید کائنات!

اے انسان کامل! قسم ہے قرآن حکیم کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے (یہ کفار و مشرکین جان بوجھ کر بک بک کر رہے ہیں)

صاحب ضیاء القرآن نے علامہ آلوسی کے حوالے سے لکھا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل کی مانند ہیں اور سورۂ یاسین قرآن کا دل ہے تو کتنا پیارا اور اچھا آغاز ہے کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

قارئین محترم قرآن حکیم صداقت محمدی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

قرآن بیان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمانے والے ہیں۔

قرآن میں متشابہات ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولنے والے ہیں۔

قرآن سراسر ہدایت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے ہادی ہیں۔

قرآن نور و روشنی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے انوار پھیلانے والے ہیں۔

قرآن رحمت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی رحمتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

قرآن بشارت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ایمان کو بخشش کی خوشخبریاں دینے والے ہیں۔

قرآن انوار ربانی کا چشمہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چشمۂ ربانی سے انسانیت کو معرفت الٰہی کے جام پلانے والے ہیں۔

قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ضابطہ حیات کی واضح کتاب ہیں۔

قرآن اخلاقیات کا درس کامل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مدرس اعلیٰ ہیں۔

دیکھئے قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے اور اس کی تعلیمات سے کماحقہ مستفیض ہونے کے لئے ہم صاحب قرآن کے محتاج ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید کائنات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت کسی زمان و مکان تک محدود نہیں بلکہ عالمگیر اور زمان و مکان کی حدود و قیود سے ماوریٰ ہے اسی لئے امام بوصیری نے فرمایا:

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار اور ملجاء کائنات ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب سے اور عجم سے۔

سید کا لفظ سیادت اور علو رفعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا سید اسے کہتے ہیں یلجاء الیہ الناس فی حوائجھم یعنی لوگ اپنی حاجتوں میں اس کی طرف پناہ لیں۔ اور سید العالمین سے بڑھ کر کونسی اچھی اور اعلیٰ و ارفع پناہ گاہ ہو سکتی ہے۔ دنیا ہو یا آخرت، عالم غیب ہو یا عالم شہادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین و آخرین سب کے سردار ہیں۔ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہ کیا مگر اس سے یہ عہد لیا کہ اگر میں اس کے زمانہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کروں تو ان پر ایمان لائے گا اور نصرت کرے گا۔

مکان ہو یا لامکاں ہر طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت کا پرچم لہرا رہا ہے اور اس دن بھی آپ ہی کی سیادت کا پرچم لہرائے گا جس دن نفسا نفسی کے عالم

میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے۔ جب در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے، جب کسی طرف کوئی بات نہ بنے گی تو اس کملی والے کے پاس جائیں گے جس کے ہاتھ میں لواء حمد لہرا رہا ہو گا، جس کے گرد ہزار خادم حلقہ باندھے ہوں گے۔ مخلوق میں اس کے سوا کوئی اس قدر باعزت اور باشرف نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کی سیادت کے لئے ہر اعتبار سے افضل اعلیٰ ہے۔ کتنی عمدہ بات ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ جیسا حسین و جمیل کسی کو بنایا اور کسی کو نظر ہی آیا اسی لئے تو جبریل امین علیہ السلام بھی کہتے ہیں میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان مارا لیکن محمد ﷺ جیسا کوئی نظر آیا ہی نہیں۔

حضور ﷺ کی سیادت کا جھنڈا روز اول سے لہرا رہا ہے اور لہراتا رہے گا اور اس دن بھی لہراتا رہے گا جس دن کے بارے میں یہ فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اور آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بدرجہا بہتر ہے اور آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اس کتاب کا اختتام حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قصیدہ نعمان پر کرتے ہیں جو ایمان افروز بھی ہے اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ بھی۔

يَا سَيِّدُ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا   اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاَحْتَمِىْ بِحِمَاكَ

اے سرداروں کے سردار! آپ کے حضور آیا ہوں   آپ کی خوشنودی کا امیدوار آپ کی پناہ کا طلبگار

وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِىْ   قَلْبًا مَّشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ

اللہ کی قسم اے بہترین خلائق میرا دل صرف   آپکی محبت سے لبریز ہے آپکے سوا کسی کا طالب نہیں

اَنْتَ الَّذِىْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ   كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَ

اور اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا ہوتا   اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

اَنْتَ الَّذِىْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ   مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

آپکے وسیلے سے حضرت آدم نے توسل اختیار کیا   اپنی لغزش پر تو کامیاب ہوئے حالانکہ آپکے وہ باپ ہیں

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ   بَرْدًا وَّخَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

حضرت خلیل نے آپکے وسیلے سے دعا کی تو آگ   ٹھنڈی ہو گئی اور آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی

وَدَعَا اَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّهٗ   فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

اور حضرت ایوب نے آپکے وسیلے سے دعا کی تو   مقبول ہوئی اور ان کی بیماری دور ہو گئی

وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُّخْبِرًا   بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دِحًا لِعُلَاكَ

حضرت مسیح آپکے ظہور کی خوشخبری لیکر آئے انہوں نے   آپکے حسن و جمال کی تعریف کی آپکے رتبہ کی خبر دی

وَكَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا   بِكَ فِى الْقِيَامَةِ مُحْتَمِىْ بِحِمَاكَ

اور اسی طرح موسیٰ بھی آپکا وسیلہ پکڑے رہے   اور قیامت میں بھی آپکی حمایت پکڑے رہیں گے

وَهُوْدٌ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا   وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

حضرت ہود اور حضرت یونس نے بھی آپکے حسن سے   زینت پائی جمال یوسفی بھی آپکے حسن کا پرتو تھا

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ   طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرَاكَ

اے طٰہٰ آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی   پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو سیر کرائی

وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ   فِى الْعَالَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

خدا کی قسم! اے یاسین لقب آپ جیسا نہ ہوا ہو گا   تمام جہانوں میں قسم ہے اسکی جس نے آپکو سربلند کیا

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ   عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ

اے کملی والے! آپکے اوصاف بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز آ گئے   آپ کے اوصاف کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں

بِكَ لِىْ قُلَيْبٌ مُّغْرَمٌ يَا سَيِّدِىْ   وَحُشَاشَةٌ مَّحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ

اے میرے آقا! میرا دل آپ کا ہی شیدا ہے   میرے اندر آپ کی محبت بھری ہے

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى ‏ جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضَنِيْ بِرِضَاكَ

اے موجودات سے برتر، اے حاصل کائنات مجھے ‏ اپنی بخشش و عطا سے نوازیے اور خوشنودی عطا کیجئے

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ ‏ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

میں آپکے جودوکرم کا طلبگار ہوں اس جہاں میں ‏ ابو حنیفہ کا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى

اے ہدایت کے علم بلند مشتاقان زیارت کے شوق بے حد کے

مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَ

مطابق قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے گا

سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسماء گرامی کی شرح پر مشتمل اس کتاب کا آغاز ۲۵ ستمبر ۱۹۹۹ء کو ہوا۔ آج مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار ۱۷ رمضان المبارک کو اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے حضور میری دلی دعا ہے کہ اس ناچیز کی اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائیں اور میرے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ بنائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خاک راہ بطحا
محمد نعیم نگوروی
ضلع سیالکوٹ

فہرست اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

	اسمائے مبارک	معانی	
۱	مُحَمَّدٌ ﷺ	جس کی بار بار تعریف کی جائے	۱
۲	اَحْمَدُ ﷺ	سب سے زیادہ اپنے رب کی تعریف کرنے والے	۷
۳	اُمِّيٌّ ﷺ	عالم ام الکتاب	۱۲
۴	اَبْذَلُ النَّاسِ ﷺ	سب سے زیادہ سخی	۱۶
۵	اَجْوَدُ النَّاسِ ﷺ	سارے جہاں سے زیادہ سخی	۲۰
۶	اَشْجَعُ النَّاسِ ﷺ	سب سے زیادہ بہادر	۲۴
۷	اَطْيَبُ الْاَخْلَاقِ ﷺ	پاکیزہ اخلاق والے	۲۸
۸	اَلْاَحْشَمُ ﷺ	سب سے زیادہ باوقار ہستی	۳۲
۹	اَحَبُّ النَّاسِ ﷺ	سب لوگوں سے پیارے	۳۶
۱۰	اَلْبَشِيْرُ ﷺ	بشارت دینے والے	۴۰
۱۱	بُرْهَانٌ ﷺ	اللہ کی برہان	۴۴
۱۲	اَلْبَصِيْرُ ﷺ	اپنی نظر سے جمال حقیقی دیکھنے والے	۴۸
۱۳	تَارِكُ الثَّقَلَيْنِ ﷺ	دو بھاری چیزیں چھوڑ جانے والے	۵۲
۱۴	اَلتَّالِيْ ﷺ	قرآن کی تلاوت کرنے والے	۵۶
۱۵	اَلتَّقِيُّ ﷺ	سب سے زیادہ متقی	۶۱
۱۶	اَلثِّمَالُ ﷺ	جائے پناہ	۶۵
۱۷	ثِمَالُ الْجَارِ ﷺ	ہمسائے کی فریاد رسی کرنے والے	۶۹

۱۸ ثِمَالُ الْمُعْدَمِيْنَ ﷺ بے سہاروں کے سہارا ۷۳
۱۹ اَلْجَامِعُ ﷺ مجموعۂ کمالات ۷۷
۲۰ اَلْجَائِعُ ﷺ بھوکے رہنے والے ۸۲
۲۱ اَلْجَلِيْلُ ﷺ بزرگ ہستی ۸۶
۲۲ اَلْجِدُّ ﷺ دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول ۸۹
۲۳ اَلْحَامِدُ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے ۹۳
۲۴ حَرِيْصٌ ﷺ مومنوں پر حریص ۹۷
۲۵ اَلْحَيِيُّ ﷺ سب سے زیادہ حیا والے ۱۰۱
۲۶ اَلْحَيُّ ﷺ زندہ ۱۰۵
۲۷ اَلْخَاتِمُ ﷺ آخری نبی ۱۰۹
۲۸ اَلْخَائِفُ ﷺ اللہ سے ڈرنے والے ۱۱۳
۲۹ خَيْرُ الْاَنَامِ ﷺ سارے جہاں سے بہتر ۱۱۷
۳۰ دَائِمُ الْبِشْرِ ﷺ ہمیشہ خوش رہنے والے ۱۲۱
۳۱ دَائِمُ التَّوَكُّلِ ﷺ ہمیشہ اللہ پر بھروسہ کرنے والے ۱۲۵
۳۲ دَائِمُ الطِّيْبِ ﷺ ہمیشہ خوشبوؤں سے مہکنے والے ۱۲۹
۳۳ ذُوْ طَيْبَةَ ﷺ طیبہ والے ۔ ۱۳۳
۳۴ ذُو الْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَةِ ﷺ روشن معجزات والے ۱۳۸
۳۵ ذُوْ فَضْلٍ ﷺ فضل والے ۱۴۲
۳۶ اَلرَّاجِفُ ﷺ خوف خدا سے کانپنے والے ۱۴۶
۳۷ رَحِيْمٌ ﷺ مہربان ۱۵۰
۳۸ رَحِيْمٌ بِالْخَلْقِ ﷺ مخلوق کے ساتھ پیار کرنے والے ۱۵۴

۳۹ رَحِيْمٌ بِالْبَهَائِمِ ﷺ چوپاؤں کے ساتھ پیار کرنے والے ۱۵۸
۴۰ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ﷺ بلند درجات والے ۱۶۲
۴۱ اَلزَّاهِرُ ﷺ خوبصورت ۱۶۷
۴۲ اَلزَّكِيُّ ﷺ پاک ۱۷۱
۴۳ زَيْنُ الْمَعَاشِرِ ﷺ جماعتوں کی زینت ۱۷۵
۴۴ سِرَاجُ الدُّجٰى ﷺ اندھیروں کے چراغ ۱۷۹
۴۵ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ ﷺ کائنات کے سردار ۱۸۳
۴۶ اَلسَّمِيْعُ ﷺ سننے والے ۱۸۷
۴۷ اَلسِّرَاجُ الْمُنِيْرُ ﷺ روشن چراغ ۱۹۱
۴۸ اَلسَّالِمُ ﷺ عیب سے پاک ۱۹۵
۴۹ اَلشَّارِعُ ﷺ دین سکھانے والے ۱۹۹
۵۰ اَلشَّافِعُ ﷺ شفاعت کرنے والے ۲۰۳
۵۱ اَلشَّافِيْ ﷺ شفا دینے والے ۲۰۷
۵۲ اَلشِّفَاءُ ﷺ مکمل شفا ۲۱۱
۵۳ صَادِقُ الْوَعْدِ ﷺ وعدہ کے سچے ۲۱۵
۵۴ صَاحِبُ الْبَيَانِ ﷺ بیان کرنے والے ۲۱۹
۵۵ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ ﷺ مبارک جوڑے والے ۲۲۵
۵۶ اَلصَّفْوَةُ ﷺ اللہ کے منتخب رسول ۲۲۹
۵۷ اَلضَّارِعُ ﷺ خشوع و خضوع کرنے والے ۲۳۳
۵۸ اَلضَّابِطُ ﷺ یاد رکھنے والے ۲۳۷
۵۹ اَلضَّمِيْنُ ﷺ امت کے ضامن ۲۴۱

۶۰	اَلضَّحَّاکُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ہنس مکھ	۲۴۵
۶۱	طَابَ طَابَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خوش و خرم	۲۴۹
۶۲	اَلطَّاہِرُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	پاک صاف	۲۵۳
۶۳	اَلطَّبِیْبُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	روحانی و جسمانی حکیم	۲۵۷
۶۴	طٰہٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	گناہوں سے پاک	۲۶۵
۶۵	اَلظَّاہِرُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	غلبہ پانے والے	۲۶۹
۶۶	اَلْعَابِدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	عبادت کرنے والے	۲۷۵
۶۷	اَلْعَادِلُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	انصاف کرنے والے	۲۷۹
۶۸	اَلْعَاقِبُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	آخری پیغمبر	۲۸۳
۶۹	اَلْعَالِمُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جاننے والے	۲۹۰
۷۰	عَامِرُ کَعْبَةِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کعبہ کو آباد کرنے والے	۲۹۵
۷۱	اَلْعَظِیْمُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	عظمت والے	۲۹۹
۷۲	اَلْعَزِیْزُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	غالب	۳۰۳
۷۳	اَلْغَارِفُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	چلو بھر کر علم تقسیم کرنے والے	۳۰۷
۷۴	اَلْغَامِسُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈبونے والے	۳۱۱
۷۵	اَلْغَوْثُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	فریاد سننے والے	۳۱۵
۷۶	اَلْغَانِمُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مال غنیمت تقسیم کرنے والے	۳۱۹
۷۷	اَلْفَاتِحُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ملکوں کو فتح کرنے والے	۳۲۲
۷۸	اَلْفَائِقُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سب سے بلند	۳۲۶
۷۹	اَلْفَطِنُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بڑے ذہین	۳۳۰
۸۰	فِئَةُ الْمُسْلِمِیْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مسلمانوں کے حامی	۳۳۴

۸۱	اَلْقَاسِمُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	تقسیم فرمانے والے	۳۳۸
۸۲	اَلْقَاضِیْ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جج	۳۴۲
۸۳	قَدَمَایَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سب سے اول	۳۴۶
۸۴	اَلْقَتَّالُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بہادر جنگجو	۳۴۹
۸۵	قَائِدُ الْمَسَاکِیْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مساکین کے پیشوا	۳۵۳
۸۶	اَلْکَرَامَةُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بڑے بزرگ	۳۵۷
۸۷	کَرِیْمٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کرم فرمانے والے	۳۶۲
۸۸	کَاشِفُ الْوَجْہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	چہرۂ انور کا دیدار کرانے والے	۳۶۶
۸۹	اَللَّطِیْفُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بڑے مہربان	۳۷۰
۹۰	لَیِّنُ الْجَانِبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	نرم خو	۳۷۴
۹۱	لَاحِقٌ بِاللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حق تعالیٰ سے ملنے والے	۳۷۸
۹۲	مَحْمُوْدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	تعریف کیے گئے	۳۹۰
۹۳	اَلْمُبَشِّرُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بشارت دینے والے	۳۹۵
۹۴	اَلْمُبَلِّغُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	تبلیغ کرنے والے	۳۹۹
۹۵	مُجْتَبٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	منتخب فرمائے گئے	۴۰۴
۹۶	اَلْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	پسند فرمائے گئے	۴۰۸
۹۷	اَلْمُرْتَضٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جن پر ان کا رب راضی ہو	۴۱۳
۹۸	اَلْمُزَّمِّلُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	چادر اوڑھنے والے	۴۱۸
۹۹	اَلْمُدَّثِّرُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کپڑے میں لپٹنے والے	۴۲۲
۱۰۰	مُصَدِّقٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	تصدیق کرنے والے	۴۲۶
۱۰۱	مِصْبَاحٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	روشن چراغ	۴۳۱

۱۰۲ مَاحِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کفر کو مٹانے والے	۴۴۰
۱۰۳ مَنصُورٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مدد کیے گئے	۴۴۴
۱۰۴ مَحفُوظٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حفاظت کیے گئے	۴۴۹
۱۰۵ مَعلُومٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جانے گئے	۴۵۳
۱۰۶ نَاطِقٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بولنے والے (سمجھ دار)	۴۵۷
۱۰۷ نَاہٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	برائی سے روکنے والے	۴۶۲
۱۰۸ نَذِیرٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ڈرانے والے	۴۶۵
۱۰۹ وَلِیٌّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مددگار، دوست	۴۶۹
۱۱۰ ھَادٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ہدایت دینے والے	۴۷۳
۱۱۱ یٰسٓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اے سید (کائنات)	۴۷۷

مصنف کی چند دیگر کتب

- تیرا وجود الکتاب
- قرآن اور صاحب قرآن
- سیرت امام ابو حنیفہ
- قرب مصطفٰے ہے کوئی کوئی
- ایمان اور نفاق
- ذات مصطفی سب سے بڑا وسیلہ

جمال کرم

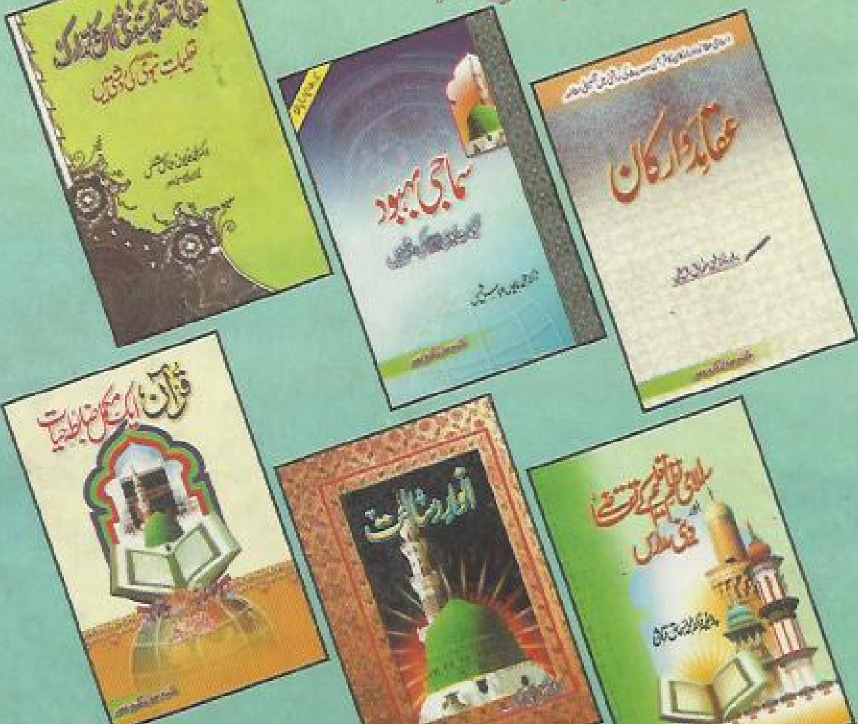

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 9، مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور
Voice: 92-42-7324948 Mobile:0321-4300441